باب۔64

بیعت

☆ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۔

ترجمہ بے شک جو لوگ تمھارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ ہی کا ہاتھ ان ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو خلافِ عہد کام کرے اس خلاف کا بُرا اثر اسی پر پڑے گا۔ اور جس نے اللہ سے جو عہد کیا اس کو پورا کرے تو عنقریب اس کو اللہ اجرِ عظیم عطا کرے گا۔ (سورۃ الفتح: آیت 10)

صاحبو! بیعت کے معنی بیچنے کے ہیں۔ کسی اہم معاہدہ یا agreement کو بھی بیعت کہتے ہیں۔ عربوں کی ایک عادت یہ ہے کہ کوئی معاہدہ کیا جاتا ہے تو ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں۔ جس طرح تمام سلطنتوں میں حلفِ وفاداری (oath) لیا جاتا ہے اسی طرح کسی اہم بات کی تاکید پر بیعت لی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی مسلمان ہوتا تو بیعت کرتا۔ توبہ کرتا تو بیعت لی جاتی۔ بیعتِ تقویٰ و توبہ عورتوں سے بھی لی جاتی۔ بعض دفعہ اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے کے متعلق بیعت لی جاتی جیسا کہ حدیبیہ میں ہوا۔ بعض دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کچھ نہ مانگنے پر بھی بیعت لی۔ اور کبھی آپؐ نے اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں ثابت قدم رہنے پر بھی بیعت لی۔ غرض کہ کسی اہم چیز پر عہد لینے کا نام بیعت ہے۔

دیکھو! 2 جمع 2، 4 ہوتے ہیں۔ 4 میں سے 2 تفریق کریں تو 2 باقی رہتے ہیں۔ یوں حساب ایسا یقینی علم ہے کہ بہ مشکل کوئی دوسرا علم ایسا یقینی و قطعی ہو سکتا ہے۔ پھر بھی پہلی کلاس سے لے کر دسویں کلاس تک اس کی تعلیم حاصل کی جاتی ہے تب کہیں جا کر اس میں کچھ مہارت حاصل ہوتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آدمی کو اپنی غلطی معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے کسی استاد کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ استاد ہی شاگرد کی غلطیوں کو پکڑتا جاتا ہے اور اس کی نگرانی کرتا ہے۔ غور کرو کہ جب ایسی بدیہی یعنی plain & self-evident چیزوں میں

غلطی ہونے سے، استاد کی ضرورت ہوتی ہے تو سلوکِ راہِ خدا میں روحانی استاد یا شیخ کی کیوں ضرورت نہ ہو۔۔۔؟ جب کہ ان لطیف اور نازک چیزوں میں تو غلطیوں کے امکانات زیادہ رہتے ہیں۔

اچھا ایک ہی شیخ کی تعلیم کے پابند رہنے کی کیا وجہ؟۔۔۔ اولاً یہ کہ مختلف لوگوں کے مختلف خیالات سن کر آدمی کو حیرت لاحق ہو جاتی ہے، یعنی ایک طرح کی confusion پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے صرف اُسی کو اپنا پیشوا بنانا چاہیے جس پر تم کو مکمل اعتماد ہو۔ دوسرے اس بات پر بھی غور کرو کہ کسی اہم مقدمہ میں اگر ہر روز ایک وکیل بدلا جائے تو نہ تو اس کی پیروی ہی برابر ہو سکتی ہے اور نہ ہی کامیابی کی توقع کی جا سکتی ہے۔ دیکھو! اردو میں قانون کی کتابیں موجود ہیں۔ کیا ان کو دیکھ دیکھ کر مقدمہ کو چلا سکتے ہیں؟ نہیں۔۔۔! ہر کام میں ایک شخص ماہر ہوتا ہے۔ اسی پر اعتماد کر کے اپنے تمام مقدمات و معاملات کو اس کے حوالے کرنے کی ضرورت ہے۔

کچھ لوگ یہ سوال بھی اٹھاتے ہیں کہ، کیا توبہ کرنا اور استغفار پڑھنا کافی نہیں؟۔۔۔ ایسے اعتراضات ایسے سوالات، قرآن سے ناواقف ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ قرآن میں ہے، وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّـهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّـهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا، اور اگر انھوں نے اپنے ہاتھوں اپنا بُرا کیا تھا تو تمھارے پاس آتے، اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو اللہ کو توّاب و رحیم پاتے، (سورۃ النساء: آیت 64)۔ اس سے تو صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اکیلے اور تنہا استغفار کر لینے سے کام نہیں چلتا۔ کسی روشن دل شخص کی بھی دعائیں لینی چاہیے۔ دیکھو! جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جلوہ فرما تھے گنہ گاروں کے لیے مغفرت طلب فرماتے تھے۔ اب جب کہ آپؐ، ہم گنہ گاروں کی آنکھوں سے پردہ کیے ہوئے ہیں تو ان کا خلیفہ، ان کا نائب، ان کا قائم مقام، لوگوں سے بیعت لیتا ہے۔ اور موجودہ مشائخِ کرام بھی اسی کے تحت اپنے مریدوں سے بیعت لیتے ہیں۔ اور یہ بیعت، توبہ ہی کی ایک صورت ہے۔

عام طور پر مشائخِ کرام کس طرح بیعت لیتے ہیں؟۔۔۔ مردوں کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور ان سے عہد لیتے ہیں کہ وہ، اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق رہیں گے، اور ان سے جس قدر ہو سکے گا گناہ سے بچیں گے اور نیکی پر کاربند رہیں گے۔ بیعت کے وقت استغفار و عہد کے الفاظ کہنے کے بعد اوپر بیان کی گئی سورۃ الفتح کی پوری آیت (إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ سے فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا تک) پڑھتے ہیں۔ اور بعض شیخ کہتے ہیں کہ میں تم کو اس آیت کی وصیت کرتا ہوں، إِنَّ اللَّـهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ، اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم آپس میں عدل و انصاف کرو

دوسروں پر احسان کرو، اور قربتداروں کو دو، اور تمھیں ممانعت کرتا ہے فحش و بے حیائی اور قابلِ انکار باتوں سے ، اور سرکشی اور بغاوت سے ، تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم اس کو یاد رکھو، (سورۃ النحل : آیت 90)۔ اس کے بعد شیخ ہمیشہ مرید کو اپنی نگرانی میں رکھتا ہے اور ہر وقت اپنے حسنِ توجہ سے ، روحانی امداد سے اور قوتِ خیالی و ارادی سے ، مرید کو بُری باتوں سے روکتا ہے۔ اور نیک اعمال کو اور ان کی نیتوں کو درست رکھتا ہے۔

عورتوں کی بیعت میں، خالی زبان سے بیعت کرلینا کافی ہے۔ بعض بزرگانِ دین اپنے رومال یا چادر کا ایک گوشہ خود پکڑتے ہیں اور دوسرا گوشہ عورت کو دیتے ہیں کہ پکڑے۔ بعض لوگ، لگن میں پانی رکھتے ہیں اور اس کے ایک جانب شیخ کا ہاتھ ہوتا ہے اور دوسری جانب مرید ہونے والی عورت کا۔ اکثر عورتیں معمر اور بوڑھے شیخ کے سامنے بے پردہ ہوتی ہیں مگر مرید ہونے والی عورت کا شیخ کے سامنے بے پردہ ہونا کوئی ضروری چیز نہیں ہے، چاہے شیخ معمر اور بوڑھا ہی کیوں نہ ہو۔ بعض دفعہ ، چھوٹے کم سمجھ بچوں سے بھی بیعت لی جاتی ہے۔ اس کو بیعتِ برکت کہتے ہیں۔

شیخ کیسا ہونا چاہیے ؟ ۔۔۔ شیخ ، مریدی کی غرض اور مقصد کو پورا کرنے کی قابلیت رکھنے والا ہو۔ بعض شیوخ کا خیال ہے کہ مرشد کچھ قرآن شریف کے احکام کی آیتیں اور حدیث و فقہ کے ضروری مسائل سے بھی واقف ہو اور کسی تجربہ کار ہستی کے فیضِ صحبت سے باریاب ہو۔ بعض بزرگوں نے اچھے مرشد کی یہ تمیز بتائی ہے کہ جس کی صحبت میں وسوسے اور فضول خیالات سب بند ہو جائیں اور آدمی کا خیال، اللہ اور رسول کے ساتھ وابستہ ہو جائے، وہ اچھا مرشد ہے۔

دیکھ سمجھ کر دینا ہاتھ ورنہ پیچھے ندامت ہے
غیر سے جو کر دے آزاد لازم اس کی صحبت ہے

دیکھو! اچھے اور بُرے کو جانچنے کا ایک بڑا معیار انسان کی آنکھ ہے۔ جس کا دل، مستقیم ہوتا ہے اس کی آنکھ بھی ایک نقطہ پر قائم ہوتی ہے۔ پریشاں خاطر کی آنکھ بھی پریشان رہتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ایک اچھے شیخ کے پیچھے درود شریف پڑھو تو وہ پلٹ کر دیکھتا ہے اور کچھ پوچھو تو فوراً جواب دیتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہر شخص میں سے اس کے خیالات اور اس کی صحبت کے اثرات vibrate کرتے ہیں اور چاروں طرف پھیلتے ہیں۔ نیک کی صحبت سے نیکی حاصل ہوتی ہے اور بد کی صحبت سے بدی۔ دیکھو! پانی میں اگر ایک کنکر ڈالیں تو اس سے تھوڑے vibration اور چھوٹے دائرہ کی موجیں پیدا ہونگی۔ اگر بڑا پتھر ڈالیں تو اس

سے زیادہ vibration اور بڑے دائرہ کی موجیں پیدا ہونگی۔ اور اگر ایک کنکر اور ایک پتھر دونوں بہ یک وقت پانی میں ڈالے جائیں تو بڑے پتھر والی موجیں، کنکر والی موجوں کو مضمحل یعنی vanish کر دیں گی۔ بالکل اسی طرح، معمولی خیالات والا آدمی، کمزور یقین کا شخص، اگر کسی کامل کی صحبت میں بیٹھے تو اس کے تمام وسوسے اور واہی تباہی خیالات ختم ہو جائیں گے۔ گویا اس سے بھی شیخ کامل کے اثرِ صحبت کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

کیا ہر شخص کو مرید ہونا ضروری ہے؟ --- دیکھیں! ایک شخص گناہوں سے بچنے اور نیکی کی راہ اختیار کرنے کو ضروری سمجھتا ہے اور اس کو ایک اعلیٰ معیار پر بھی ادا کرنا چاہتا ہے۔ اگر آپ اس کو ضروری نہیں سمجھتے تو آپ کو محرومیت مبارک! بزرگوں کا مقولہ ہے " مَنْ لاَّ شَیْخَ لَهٗ فَشَیْخُهُ الشَّیْطَان "یعنی جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر، شیطان ہوتا ہے۔

یہ قادری، چشتی، نقشبندی وغیرہ طریقے کیوں پیدا ہوئے؟ --- اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح قرآن و حدیث سے استنباط کرنے والے فقہا مختلف ہیں جیسے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی، اسی طرح راہِ سلوک طے کرنے والے قادری، چشتی اور نقشبندی وغیرہ ہیں۔ ایک بات یاد رکھو کہ خوب صورت وہی ہے جو سر سے پاؤں تک خوب صورت ہو۔ کسی کانے یا کن کٹے کو خوب صورت نہیں کہا جاسکتا۔ اسی طرح شیوخِ طریقت سب اچھے ہیں۔ سر سے پاؤں تک اچھے۔ مگر اس کے ساتھ ہی کسی کی آنکھ اچھی ہوتی ہے، کسی کا ہنسنا اچھا ہوتا ہے، کسی کی بات چیت اچھی ہوتی ہے۔ کسی میں شوخی ہے، کسی میں متانت۔ اسی طرح اِن میں، کسی میں محبت، کسی میں توحید اور کسی میں عبدیت کا زور ہے۔ اپنا اپنا ذوق ہے۔ اپنی اپنی پسند ہے۔ اعتقادِ صحیح، تہذیبِ نفس اور دوامِ حضور، ان تمام سلسلوں میں موجود ہے۔

خلافت کیا چیز ہے؟ --- یہ مرید کے لائق ہونے کی تصدیق ہے۔ طالبِ علم پڑھتے ہیں جب لائق ہو جاتے ہیں تو استاد اس کی سند دیتا ہے۔ ادارہ بھی certificate عطا کرتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ نہ رسمی مریدی کام آتی ہے نہ رسمی خلافت مفید ہے۔ اعتقاد اور عمل، دونوں اللہ کی نعمت ہیں۔ خدا کا عطیہ ہیں۔ کوشش کرو کہ تم عطایائے الٰہی کے مستحق بنو۔ دراصل، خلیفہ خلف سے ماخوذ ہے۔ خلف کے معنی پیچھے کے ہیں۔ جو شخص، پہلے شخص کی اتباع کرتا اور اس کا کام انجام دیتا ہے وہ اس کا خلیفہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کو قرآن پہنچا، حدیث پہنچی۔ آپ کے فیضِ صحبت سے تزکیۂ نفس ہوا۔ دیکھو! جو شخص قرآن شریف کو پڑھ کر سناتا ہے اور دوسروں کو صحیح پڑھنے کی تعلیم دیتا ہے، یعنی قاری ہے، وہ خلیفہ ہے۔ جو قرآن کے معنی کی توضیح کرتا ہے، یعنی تفسیر لکھتا ہے، مفسر ہے، وہ بھی خلیفہ ہے۔

Siddiqui Publications

جو احادیثِ نبویؐ کی روایت کرتا ہے اور تحقیق کے بعد اُمت کو پہنچاتا ہے، یعنی محدث ہے، وہ بھی خلیفہ ہے۔ جو قران اور حدیث سے احکام کو مستنبط یعنی infer کرتا ہے، وہ مجتہد اور فقیہ ہے اور وہ بھی خلیفہ ہے۔ جو لوگوں کو صحیح عقائد پر چلاتا ہے اور دشمنانِ اسلام کا رَد کرتا ہے یعنی متکلم (مذہبی امور کو عقلی دلیلوں سے ثابت کرنے کی مہارت رکھنے والا) ہے، وہ بھی خلیفہ ہے۔ آخر زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ظاہری حکومت و سلطنت بھی آگئی تھی لہٰذا جو عادل بادشاہ اتباعِ شریعت کرتا ہے اور دوسروں کو قواعدِ اسلام کا پابند کرتا ہے، وہ بھی خلیفہ ہے۔ اور جو سپہ گری کرتا ہے، وہ بھی خلیفہ ہے۔ اور جو اسرارِ دین بیان کرتا، تزکیہ ٔنفس اور اصلاحِ خیالات کرتا اور روحانیات کی تعلیم دیتا ہے، وہ بھی بے شک خلیفہ ہے اور بہتر خلیفہ ہے۔ غرض کہ جو جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا، آپؐ کی تعلیم کی تبلیغ کرے گا اور بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ کے نقشِ قدم پر چلے گا تو وہ اسی پیمانے کا خلیفہ ہو گا۔ اور جو ابتدا سے انتہا تک تمام کاموں میں رسالت کی خدمت کرے گا تو اس کے کیا کہنے۔۔۔! وہ جانشینِ نبیؐ ہے، وہ تصویرِ محمدیؐ ہے۔ جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ۔

ہمارے زمانے میں کئی قسم کے مشائخ تھے۔ مرید، مرشد کے پاس صرف تعلیم کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ اپنے اپنے گھروں میں رہتے تھے۔ اپنے کھانے پینے کا انتظام خود کرتے۔ تعلیم کے سوا کسی اور چیز کی ذمہ داری مرشدوں پر نہ آتی تھی۔

بعض مشائخ ایسے بھی تھے کہ ان کا اور ان کے بیوی بچوں کا بار صرف ان کی ذاتی آمدنی پر رہتا۔ پیر صاحب اور پیرانی بی صاحبہ اور بچوں کا کھانا پینا الگ، اور اس کا بار، پیر صاحب کی ذاتی آمدنی سے۔ باہر مدرسہ ہے، خانقاہ ہے، رہنے سہنے کا انتظام ہے۔ جو آمدنی ہوتی ہے وہ سب گھر کے باہر۔ قومی کام الگ اور شخصی کام الگ۔ گھر میں، دال روٹی۔ باہر، قومی سرمایہ سے پلاؤ بھی پک رہا ہے، عرس بھی ہو رہا ہے اور دعوتیں بھی دی جا رہی ہیں۔

بعض ایسے مشائخ تھے کہ مرید جو کچھ دیں، جو کچھ نذر کریں وہ حضرت پیر و مرشد کے پاس جمع ہوتا۔ سب انتظام پیر صاحب خود فرماتے۔ پیر صاحب، مذہبی، اخلاقی اور روحانی تعلیم و تربیت کے علاوہ یتیم لڑکے اور لڑکیوں کی شادی بیاہ، نوکری چاکری اور دوسرے تمام ضروریات کی تکمیل بھی کرتے۔ اُس زمانے میں نہ تو قومی چندوں کی مانگ تھی اور نہ یتیم خانوں کی ضرورت۔ مرشد کو نذر دینے میں مرید کوتاہی نہ کرتے اور مرشد اپنے مریدوں کی تربیت و پرورش میں کسی قسم کی کمی نہ کرتے۔

اب زمانہ بدل گیا ہے۔ نہ وہ مرشد رہے نہ وہ مرید۔ آج کل، جہاں تمام مذہبی کام رسمی رہ گئے ہیں اسی طرح بیعت بھی ایک رسم رہ گئی ہے۔ عمل سے کسی کو غرض نہیں۔ آئندہ نیک عمل کا معاہدہ کر کے عمل نہ کرنا، ایک جھوٹ اور ایک گناہ کرنا ہے اور اس پر ایک بزرگ کو گواہ رکھنا ہے۔ اللہ کے طالب تو دو چار بھی نہیں نکلتے۔ یا تو ایک رسم کو پورا کرتے ہیں یا اس واسطے بیعت کرتے ہیں کہ جادو، شیطانی اور آسیبی اثرات دور ہو جائیں۔ یا بیمار اچھا ہو جائے۔ صبح سے شام تک ہائے ہائے اور چندہ بازی ہے۔ مگر کوئی کام چلتا نظر نہیں آتا۔ کامیابی اور خوش حالی نے بھی اپنے آپ کو کمرے میں بند کر لیا ہے۔ آج کل بیواؤں اور یتیموں کے لیے چندہ وصول ہوتا ہے۔ مگر بیوہ کون ہے؟ خود حضرت کی بیوی۔! اور یتیم کون ہے؟ حضرت کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں۔! میری آنکھیں یہ سب کچھ تماشہ دیکھ چکی ہیں۔ اب میرا کام کیا ہے؟ دل سے رونا اور زبان سے افسوس کرنا۔! **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔**

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 14 صفحہ 107، 108 پارہ 26 صفحہ 60 تا 63 پارہ 28 صفحہ 40، 41
اور کتابچہ نظام العمل فقراء صفحہ 3 تا 9 و کتابچہ حقیقت بیعت مولفہ حسرتؒ}